بحث عبدالنبی عبدالرسول نام رکھنا

عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفیٰ، عبدالعلی وغیرہ نام رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بندۂ کہنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث واقوال فقہاء سے ثابت ہے مگر بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اس لیے اس بحث کے بھی ہم دو باب کرتے ہیں۔ باب اول میں اس کا ثبوت دوسرے میں اس پر اعتراض وجواب۔

پہلا باب
اس کے ثبوت میں

قرآن کریم فرماتا ہے:

وانکحوا الا یامٰی منکم و الصلحین من عبادکم واماآئکمo۔(النور:۳۲)

ترجمہ: اور نکاح کرواپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔

اس عبارت میں عباد کو کم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ یعنی تمہارے بندے۔

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللهo(الزمر:۵۳)

ترجمہ: اے محبوب فرمادیں کہ میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔

اس یٰعبادی میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ رب فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! دوسرے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ فرمادو اے میرے بندو! اس دوسری صورت میں عباد رسول اللہ مراد ہوئے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام اور امتی، دوسرے معنی کو بھی بہت سے بزرگان دین نے اختیار فرمایا۔ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

بندہ خود خواند احمد در رشاد | جملہ عالم رابخواں قل یا عباد

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا: قرآن میں پڑھ لو قل یا عباد“

حاجی امداداللہ صاحب رسالہ نفحہ مکیہ ترجمہ شائم امدادیہ صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں:

عباداللہ کو عبادالرسول کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل یٰعبادی الذین الاآیۃ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ترجمہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی: قل یعبادی الذین الآیۃ۔

''آپ کہہ دوکہ میرے بندو۔''

ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ صاحب بحوالہ الریاض النضرۃ وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر خطبہ میں فرمایا:

قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبدہٗ و خادمہٗo

ترجمہ: میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا۔پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔

مثنوی شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا۔جبکہ حضرت صدیق اکبر حضرت بلال کو خرید کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لائے (رضی اللہ عنہما) تو عرض کیا:

گفت ما دو بندہ گان کوئے تو　　　کردمش آزاد هم بر روئے تو

''عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں۔میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں۔''

صاحب درمختار خطبہ درمختار میں اپنا شجرہ علمی بیان فرماتے ہیں:

فانی اورویہ عن شیخنا الشیخ عبدالنبی الخلیلیo

ترجمہ: میں اس کو اپنے شیخ عبدالنبی خلیلی سے روایت کرتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ صاحب درمختار کے استاذ کا نام عبدالنبی تھا۔مرثیہ رشید احمد گنگوہی میں مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے لکھا ہے:

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں　　　عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

جس سے معلوم ہوا کہ رشید احمد صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثانی کہلاتے ہیں۔غرضکہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف قرآن وحدیث واقوال فقہاء اور اقوال مخالفین سے ثابت ہے۔عرب والے عام طور پر کہتے ہیں۔ عبدی حر۔شاعر کہتا ہے: الواھب المائۃ الھجان وعبدھا۔

لطیفہ: تقویۃ الایمان میں علی بخش، پیر بخش، غلام علی، مدار بخش، عبدالنبی نام رکھنے کو شرک کہا۔مگر تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۳ میں رشید احمد صاحب کا شجرہ نسب یوں ہے: مولانا رشید احمد ابن مولانا ہدایت احمد ابن قاضی پیر بخش ابن غلام حسن ابن غلام علی۔اور ماں کی طرف سے نسب نامہ یوں ہے: رشید احمد ابن کریم النساء بنت فرید بخش ابن

غلام قادر ابن محمد صالح ابن غلام محمد۔“ دیوبندی بتائیں کہ مولوی رشید احمد صاحب کے خاندانی بزرگ مشرک مرتد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر تھے تو مرتد کی اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

دوسرا باب

اس پر اعتراضات و جوابات

اعتراض ۱: عبد کے معنی ہیں عابد عبادت کرنیوالا تو عبدالنبی کے معنی ہوں گے نبی کی عبادت کرنیوالا اور یہ معنی صریحی شرکیہ ہیں لہٰذا ایسے نام منع ہیں۔

جواب: عبد کے معنی عابد بھی ہیں اور خادم بھی۔ جب عبد کو اللہ کی طرف نسبت کیا جاویگا تو اس کے معنی عابد ہوں گے اور جب غیر اللہ کی نسبت ہوگی تو معنی ہوں گے خادم غلام، لہٰذا عبدالنبی کے معنی ہوئے نبی کا غلام۔ عالمگیری کتاب الکراہیت باب تسمیۃ الاولاد میں ہے:

والتسمية باسم يوجد فى كتاب الله تعالىٰ جائزة كالعلى والرشيد والبديع لا نهٗ من لاسمآء المشتركة ويراذ فى حق العباد ما لا يراد فى حق الله تعالىٰ كذا فى السراجيةo

ترجمہ: جونام قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں ان سے نام رکھنا جائز ہے جیسے کہ علی، رشید اور بدیع۔ کیونکہ یہ اسماء مشترکہ میں سے ہیں اور بندے کیلئے ان کے وہ معنی مراد ہوں گے جو کہ اللہ کے لیے مراد نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا نام بھی علی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی علی ہے۔ اسی طرح خدا کا نام بھی رشید بدیع وغیرہ ہیں اور بندوں کے بھی یہ نام ہو سکتے ہیں مگر اللہ کے نام میں ان الفاظ کے معنی اور ہیں اور بندوں کے لیے دوسرے معنی اس طرح عبداللہ کے معنی اللہ کا عابد، عبدالنبی کے معنی نبی کا غلام اگر یہ توجیہ نہ ہو تو قرآن کی اس آیت کے کیا معنی ہوں گے: من عبادكم۔

اعتراض ۲: مشکوٰۃ باب الادب الاسامی اور مسلم جلد دوم کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ میں ہے:

لايقولن احدكم عبدى و امتى كلكم عبيد الله و كل نساء كم اماء الله ولكن ليقل غلامى وجار يتىo

ترجمہ: تم میں سے کوئی نہ کہے، امتی (میرا بندہ وغیرہ) تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری تمام

عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں لیکن یہ کہے کہ غلامی و جاریتی۔
اس سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا خلاف احادیث ہے لہٰذا حرام ہے اور عبدالنبی میں بھی یہ بات موجود ہے لہٰذا منع ہے۔

جواب: یہ ممانعت کراہت تنزیہی کے طور پر ہے کہ عبدی کہنا بہتر نہیں بلکہ غلامی کہنا اولیٰ ہے۔اسی حدیث کے ماتحت نووی شرح مسلم میں ہے:

فان قیل فقد قال النبی علیہ السلام فی اشراط الساعۃ ان تلد الامۃ ربتھااو ربھا فالجواب من وجھین احدھما ان الحدیث الثانی لبیان الجواز و ان النھی فی الاول للادب و کراھۃ التنزیہ لا للتحریم٥

ترجمہ: اگر کہا جاوے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے علامات قیامت میں فرمایا کہ لونڈی اپنے رب کو جنے گی (یعنی بندے کو رب فرمایا) اس کا جواب دو طرح ہے ایک یہ کہ دوسری حدیث بیان جواز کیلئے ہے اور پہلی حدیث میں ممانعت ادب کیلئے ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

مسلم میں اسی جگہ ہے:

لایقولن احدکم للعنب الکرم فان الکرم الرجل المسلم٥

اسی جگہ یہ بھی ہے:

لا تسموا العنب الکرم فان الکرم المسلم٥

ترجمہ: انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مسلمان ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الادب باب الاسامی میں ہے:

ان اللہ ھوا الحکم و الیہ الحکم فلما تکنی اباالحکم٥

ترجمہ: حکم تو اللہ ہے اسی کا حکم ہے تو تیرا نام ابوالحکم کیوں ہے۔

مشکوٰۃ میں اسی جگہ ہے:

لاتسمین غلامك یسارا ولا رباحا ولا نجیحا ولا افلح٥

ترجمہ: اپنے بچہ کا نام یسار اور رباح اور نجیح اور افلح نہ رکھو۔

ان تمام احادیث میں ان ناموں سے جو ممانعت ہے کراہت تنزیہی کی بنا پر ہے۔ورنہ قرآن اور حدیث بلکہ خود احادیث میں سخت تعارض ہوگا۔دیکھو رب خدا کا بھی نام ہے اور قرآن کریم میں بندوں کو بھی رب فرماتا ہے: کما ربیٰنی صغیراo (الاسراء:۲۴) قال ارجع الیٰ ربكo (یوسف:۵۰) اگر کوئی شخص کسی کو اپنا مربی یا رب کہے تو مشرک نہ ہوگا۔ ہاں اس سے بچے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ نام رکھنا واجب نہیں۔لیکن اگر اس زمانہ میں دیوبندیوں وہابیوں کو چڑانے کے لیے یہ نام رکھے باعث ثواب ہے۔جیسے کہ ہندوستان میں گائے کی قربانی۔ہم اس کی تحقیق فاتحہ کی بحث میں کر چکے ہیں جس مستحب کام کو اعدائے دین روکنے کی کوشش کریں اس کو ضرور کرنا چاہیے۔